مسجد اقصیٰ کی تولیت

اور

بعض فکری انحرافات کا جائزہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد

جامعہ دارالتقویٰ، لاہور

دارالامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ابتدائیہ

مسجد اقصی پر کس کا حق ہے؟ یہود جیسی مغضوب علیہم قوم کا، یا اس خیر الامم کا جس کا طرہ امتیاز ہی ''لانفرق بین احد من رسلہ'' ہے۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب کے فرزند اور جناب جاوید احمد غامدی صاحب کے شاگرد عمار خان ناصر صاحب نے اپنے سلسلہ مضامین میں یہود کو بھی اس میں حقدار ٹھہرایا ہے اور اس پر اپنے تئیں دلائل بھی قائم کیے ہیں۔ عمار صاحب نے اس معاملے میں نجانے کن جذبات کی رو میں بہہ کر امت کے کم وبیش تمام طبقات کو رگیدنے بلکہ روندنے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ پیش آمدہ سطور میں ان کے موقف اور دلائل کا علمی اور سنجیدہ انداز میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ تحریر میں روئے سخن اگرچہ ان کی طرف ہے (اور ہونا بھی چاہیے، اس لیے جواب ترکی بہ ترکی کے نمونے بھی ہیں) مگر اصل چیز جو زیر بحث ہے، وہ منحرف فکر ہے۔ اس لحاظ سے اس مضمون کا فائدہ محدود نہیں بلکہ ہر اس سطح اور پلیٹ فارم پر ہوگا جہاں اس قسم کی فکر جنم لے یا پذیرائی حاصل کرنا چاہے۔

مضمون ماہنامہ صفدر میں چھپنے کے علاوہ کتابی شکل میں بھی دستیاب ہے۔ افادہ عام کے لیے اس کی برقی تشکیل کر دی گئی ہے۔

(دارالامین)

مورخہ: ۲۹ رجب ۱۴۳۸ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسجد اقصیٰ کی تولیت

اور

عمار خان کی یہود نوازی

تالیف

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

تعارف	279
ہیکل سلیمانی، اس کے احاطے اور مسجد اقصی کا مختصر تعارف	280
مسجد اقصی اور اس کے احاطے کی تولیت میں مسلمانوں اور یہودیوں کا جھگڑا	282
اس جھگڑے میں عمار خان کا موقوف	283
عمار صاحب منصف کیوں بنے ہیں؟	284
عمار خان کے نزدیک یہودیوں اور مسلمانوں میں سے کس کا موقف وزنی ہے؟	285
عمار خان کی طرف سے یہود کے حق تولیت پر دلائل اور ہماری طرف سے ان کا جواب	287
پہلی دلیل۔۔۔ یہود کی مسجد اقصی سے بے دخلی امر تکوینی ہے اور اس سے ان کا حق تولیت ختم نہیں ہوا	287
دوسری دلیل۔۔۔ مسلمانوں کو اعلیٰ اخلاقیات پر عمل کرنے کا حکم	303
تیسری دلیل۔۔۔ مسلمانوں کو دوسروں کے مذہبی جذبات کی رعایت کرنے کا حکم	306
یہود کے غم میں عمار خان کی چند اور لڑھکنیاں	310
مسلمانوں پر عمار خان کی تنقید	313
عمار خان کے نزدیک مسجد حرام سے مشرکین کے حق تولیت کو قران نے منسوخ کیا	316

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسجد اقصی کی تولیت اور عمار خان کی یہود نوازی

بسم اللہ حامداً ومصلیاً

تعارف:

[ہمارے مضمون کا پس منظر یہ ہے کہ حافظ عمار خان ناصر صاحب (جو دینی علوم پڑھے ہوئے ہیں اور خیر سے ہم عصر اہل علم جاوید غامدی صاحب کے شاگرد رشید بھی ہیں اور وہ بھی اس شان کے کہ غامدی صاحب کے کلام کے شارح اور مبلغ ہیں) آزاد غور وفکر کے نام پر اپنے استاد جاوید غامدی کا حق نمک ادا کر رہے ہیں۔ مسجد اقصیٰ، یہود اور امت مسلمہ کے عنوان سے ان کا مضمون ان کی نئی طبع شدہ کتاب ''براہین'' میں پڑھنے کو ملا۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں مبغوض قوم کے ساتھ ان کی گہری دردمندی اور امت مسلمہ پر شدید تنقید کچھ ان ہی کا خاصہ ہے۔ مشاہدہ اس حقیقت پر کافی دلیل ہے کہ آدمی جب گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی عقل صحیح فیصلے کرنے اور صحیح نتیجے دینے سے عاجز ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین، دنیا اور آخرت کی عافیت میں رکھیں۔ ہم نے عمار خان کے مذکورہ مضمون کے کچھ حصوں پر تنقید و تحقیق کی ہے اور ہماری تحریر میں جو یہ الفاظ ہیں کہ عمار خان کی ''یہود نوازی'' یا ان کو ''یہود کا غم ہے'' وغیرہ تو ان سے مراد طعنہ زنی نہیں بلکہ حقیقت حال کو بیان کرنا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائیں۔ آمین]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیکل سلیمانی، اس کا احاطہ اور مسجد اقصیٰ، ان کا مختصر تعارف

عمار خان لکھتے ہیں:

''احاطہ ہیکل (Temple Mount) جو کہ آج کل الحرم الشریف کے نام سے معروف ہے بحالت موجودہ تقریباً 145 ایکڑ رقبے پر مشتمل ہے۔۔۔اسی احاطہ کے اندر کسی مقام پر سیدنا سلیمان علیہ السلام نے وہ شاندار عبادت گاہ تعمیر کی تھی جو تاریخ میں ہیکل سلیمانی کے نام سے معروف ہوئی۔ ہیکل کی اصل عمارت کی بنیادیں، اس کی تعمیر کا نقشہ اور حدود اسرائیلی شریعت میں بالکل متعین تھیں اور ان میں کمی بیشی کا اختیار کسی کو حاصل نہ تھا۔۔۔

۶۳۸ء میں سیدنا عمر کی زیر قیادت بیت المقدس کو فتح کرنے کے بعد مسلمانوں نے اس احاطے میں نصاریٰ کے پھینکے ہوئے کوڑا کرکٹ اور گندگی کو صاف کروا کر اس کی جنوبی دیوار کے قریب ایک جگہ کو اپنی عبادت کا مرکز بنا لیا اور بعد میں وہاں (لکڑی کی) ایک باقاعدہ مسجد تعمیر کروائی گئی۔ ابتدا میں کچھ عرصہ تک یہ مسجد عمر کے نام سے معروف رہی لیکن چونکہ ہیکل کے پورے احاطے میں مسلمانوں نے صرف یہی جگہ نماز کے لیے مخصوص کر لی تھی اس لیے مسلمانوں کے ہاں مسجد اقصیٰ کا لفظ اپنے اصل مفہوم یعنی ہیکل سلیمانی اور اس کو محیط پوری چار دیواری کے بجائے رفتہ رفتہ اسی مخصوص مسجد کے لیے بولا جانے لگا۔

۶۸۸ء میں عبد الملک بن مروان نے اپنے دور حکومت میں احاطے کے تقریباً وسط میں واقع صخرہ بیت المقدس (بیت المقدس کی چٹان) پر بھی ایک (شاندار) قبہ تعمیر کرا دیا۔ عبد الملک نے ہی لکڑی کی مذکورہ سادہ مسجد کی تعمیر نو کر کے اس کے رقبے کو مزید کر دیا۔ یہی دو عمارتیں آج بھی احاطے کے اندر اہم اور نمایاں ہیں۔ عبد الملک کی پیروی میں بعد کے مسلمانوں نے بھی مختلف اوقات میں یہاں مختلف جگہوں پر چھوٹے بڑے قبے تعمیر کرائے جنہیں مختلف ناموں سے موسوم کر دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا۔

اس وقت عملی صورتحال کے لحاظ سے یہ پورا احاطہ صدیوں سے مسلمانوں کے زیر تصرف ہے اور اس تسلسل کی بنیاد پر یروشلم (یعنی بیت المقدس) کے مسلم وقف کا موقف یہ ہے کہ اس احاطے کی ایک انچ جگہ پر بھی یہودی کوئی حق نہیں رکھتے اور اس کے کسی بھی حصے پر ان کو تولیت وتصرف کا حق دینا احکام شریعت کے بالکل خلاف ہے''۔(براہین،ص:395 ,394)

تنبیہ:وکی پیڈیا(Wikipedia) میں ہے:

For centuries al-Masjid al Aqsa referred not only to the mosque, but to the entire sacred sanctuary. This changed during the period of Ottoman rule(early 16th century to 1918) when the sanctuary complex came to be known as al-Haram as-Sharif, and the mosque founded by Umar came to be known as al-Jami al-Aqsa or Al-Aqsa mosque.

(ترجمہ: صدیوں تک المسجد الاقصیٰ سے مراد صرف مسجد ہی نہیں بلکہ پورا مقدس احاطہ مراد لیا جاتا رہا۔عثمانیوں کے دور میں (16 ویں صدی کے اوائل سے 1918ء تک)احاطہ کو حرم شریف اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بنائی ہوئی مسجد کو''الجامع الاقصیٰ'' یا'' مسجد اقصیٰ'' کہا جانے لگا۔)

بجائے اس کے کہ احاطہ کو مسجد اقصیٰ کا احاطہ کہیں یا حرم شریف کہیں عمار خان نے اوپر صرف ایک مرتبہ یہ لکھا کہ احاطہء ہیکل (Temple Mount) جو کہ آج کل الحرم الشریف کہا جاتا ہے،اس کے علاوہ اپنے مضمون میں انہوں نے جہاں کہیں احاطہ کا ذکر کیا ہے اس کو احاطہء ہیکل ہی کہا ہے۔یہ ان کی بڑی ناانصافی ہے کیونکہ اس سے وہ قارئین کو شروع سے آخر تک اس تأثر میں رکھنا چاہتے ہیں کہ یہ ہیکل کا احاطہ ہے اور یہودیوں کا حق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔موجود مسجد اقصیٰ کا حق نہیں ہے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

احاطہء ہیکل اور مسجد اقصیٰ کی تولیت میں مسلمانوں اور یہودیوں کا جھگڑا

عمار خان لکھتے ہیں:

''مسجد اقصیٰ کی تولیت (Administration) کے حق کا مسئلہ مسلمانوں اور یہود کے مابین متنازع فیہ ہے۔ یہود کا دعوی ہے کہ اس جگہ صدیوں پہلے ہیکل سلیمانی (Solomon's Temple) کے نام سے ان کا ایک انتہائی مقدس مرکز عبادت تعمیر ہوا تھا جو گونا گوں تاریخی حالات اور واقعات کے نتیجے میں تباہ و برباد ہوگیا۔ وہ چاہتے ہیں کہ اب اس جگہ کو دوبارہ اپنے تصرف میں لے کر یہاں اس عبادت گاہ کی تعمیر نو کریں۔ اگرچہ اسرائیلی حکومتیں اور وہاں کے سیکولر حلقے بالعموم اس تصور کی حوصلہ شکنی ہی کا رویہ اختیار کرتے ہیں اور خود یہود کے مذہبی حلقوں میں بھی اس کی تفصیلات کے حوالے سے بہت کچھ اختلافات پائے جاتے ہیں تاہم اصولی طور پر اس جگہ کی بازیابی اور یہاں ہیکل کی تعمیر کو ان کے اعتقاد کے ایک جزو لاینفک کی حیثیت حاصل ہے۔

اس کے مقابلے میں امت مسلمہ کی نمائندگی کرنے والے کم وبیش تمام مقتدر اہل علم اور علمی وسیاسی ادارے مسجد اقصیٰ کے حوالے سے جس موقف پر متفق ہیں وہ یہ ہے کہ یہ مقام تاریخی اور شرعی لحاظ سے بلاشرکت غیرے مسلمانوں کی ملکیت ہے، اس کی تولیت اور اس میں عبادت خالصتاً مسلمانوں کا استحقاق ہے اور یہود کا اس مقام پر عبادت کرنے یا یہاں ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کا مطالبہ مسلمانوں کے ایک مقدس مقام کی توہین اور ان کے مذہبی جذبات کی پامالی کی ایک سازش ہے''۔

(براہین، ص: 233, 234)

عمار خان مزید لکھتے ہیں:

''تاریخی لحاظ سے مسجد اقصیٰ کے ساتھ مذہبی تعلق و وابستگی کے دعوے میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہودی اور مسلمان دونوں فریق بنیادی طور پر سچے ہیں۔

یہودیوں کے لیے یہ عبادت گاہ قبلہ ومرکز اوران کی دینی ودنیاوی عظمت رفتہ کے نشان کی حیثیت رکھتی ہے۔ دعا اور مناجات کے لیے وہ اسی کی طرف رخ کرتے ہیں اوراس میں سلسلہ عبادت کے احیا کی تمنائیں برآنے کے لیے صدیوں سے ان کے سینوں میں تڑپ رہی ہیں۔

مسلمانوں کی وابستگی اور عقیدت بھی اس عبادت گاہ کے ساتھ معمولی نہیں ہے۔ یہ تمام انبیائے بنی اسرائیل کی ایک یادگار ہے جن پر ایمان اور جن کا احترام و تعظیم مسلمانوں کے اعتقاد کا جزو لاینفک ہے۔ انہوں نے اس وقت اس عبادت گاہ کو آباد کیا جب یہود ونصاریٰ کی باہمی آویزشوں کے نتیجے میں یہ ویران پڑی تھی۔ ان کا یہ عمل تمام مذہبی، عقلی اور اخلاقی معیارات کے مطابق ایک نہایت اعلیٰ روحانی اور مبارک عمل ہے جس پر وہ جتنا بھی فخر کریں کم ہے''۔ (براہین، ص:245)

اس جھگڑے میں عمار خان کا موقف

چونکہ یہ بات ثابت ہے کہ احاطے کے ایک حصے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد مقرر کی تھی اس کو درست کہنے پر تو عمار خان مجبور ہوئے اس لیے انہوں نے قانونی پہلو سے مسلمانوں کی تولیت کو تسلیم کیا۔ البتہ باقی احاطہ کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ یہودیوں کا حق ہے کہ وہ اس میں اپنی عبادت گاہ بنائیں اور یہودیوں کا یہ حق اسلامی تعلیم کے ایک شعبہ یعنی اخلاقیات کے پہلو سے ہے اور مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ باقی پر اپنا حق نہ جتائیں اور اس کو یہودیوں کی امانت سمجھ کر ان کے حوالے کر دیں۔ عمار خان لکھتے ہیں:

''------ یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ قبۃ الصخرہ سمیت پورے احاطہ ہیکل کو سیدنا سلیمان علیہ السلام کی مسجد کا حصہ ہونے کے تعلق سے ایک عمومی تقدس اور احترام کا مرتبہ تو یقیناً حاصل ہے لیکن (مسلمانوں کو) موجودہ مسجد اقصیٰ کے علاوہ پورے احاطہ ہیکل کی تولیت اور تصرف کا حق جتانے اور یہودیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے حق کی کلیتاً نفی کرنے کا دینی و تاریخی لحاظ سے نہ کوئی جواز ہے اور نہ ضرورت۔ ہمارے نزدیک یہی وہ نکتہ ہے جو اس تنازع میں ایک قابل عمل حل کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ جہاں تک یہود کا تعلق ہے ان کی دلچسپی بعینہ ان بنیادوں پر تیسرے ہیکل کی تعمیر سے ہے جن پر سیدنا سلیمان علیہ السلام نے پہلا ہیکل تعمیر فرمایا تھا۔ ہیکل کی تباہی کو صدیاں گذر جانے کے بعد اس کی چار دیواری میں توسیع اور متعدد بار تعمیرات کے نتیجے میں ہیکل کی اصل بنیادوں کی متعین طور پر نشان دہی تو زیر زمین کھدائی اور اثراتی تحقیق (Archaeological Research) کے بغیر ممکن نہیں، تاہم بائبل اور تالمود میں بیان کردہ تفصیلات کی روشنی میں یہودی علما نے تخمیناً اس کی تعیین کی کوشش کی ہے اور اس ضمن میں ان کے ہاں تین نقطہ ہائے نظر پائے ہیں ۔۔۔۔ (ان تینوں نقطہ ہائے نظر کے مطابق) جس مقام کو بھی ہیکل کا اصل محل وقوع مانا جائے موجودہ مسجد اقصیٰ اس کی زد میں نہیں آتی۔ یہی وجہ ہے کہ ربی شلوموگورن جیسے انتہا پسند یہودی رہنما نے بھی۔۔۔ وزارتی کمیٹی برائے مقامات مقدسہ کو بھیجی جانے والی یادداشت میں یہ تجویز پیش کی کہ قبۃ الصخرہ کا ایریا (area یعنی اس کی جگہ) تو مسلمانوں کے لیے ممنوع قرار دیا جائے لیکن مسجد اقصیٰ چونکہ ہیکل کی اصل عمارت کے اندر شامل نہیں اس لیے وہاں مسلمانوں کے حق تولیت کو محفوظ رکھتے ہوئے احاطہ ہیکل کے تنازع کا ایک معقول حل موجود ہے"۔ (براہین: 396, 397)

مسجد اقصیٰ کی تولیت کے جھگڑے میں عمار خان منصف کیوں بنے ہیں؟

عمار خان کو یہودیوں کا غم ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ یہودیوں کی جو سچی تمنائیں ان کے سینوں میں صدیوں سے تڑپ رہی ہیں وہ پوری ہو جائیں اس لیے وہ مسلمانوں کو سمجھاتے ہیں:

"ہمارا احساس یہ ہے کہ امت مسلمہ کی جانب سے اجتماعی طور پر اختیار کردہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس رویے کی تشکیل میں بنیادی عنصر کی حیثیت مسئلے کی جذباتی نوعیت اور عرب اسرائیل سیاسی کشاکش کو حاصل ہے اور بعض نہایت اہم شرعی اخلاقی اور تاریخی پہلوؤں کے نظر انداز ہو جانے کی وجہ سے اس معاملے میں توازن و اعتدال کے حدود ٹھیک ٹھیک ملحوظ نہیں رکھے جا سکے۔ چنانچہ صورت حال اس بات کی مقتضی ہے کہ تعصّبات و جذبات سے بالاتر ہو کر قران وسنت کی روشنی میں بے لاگ طریقے سے اس مسئلے کا جائزہ لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے نہایت اہتمام کے ساتھ اس امت پر یہ واضح کیا ہے کہ ان کے ہاتھ سے عدل وانصاف کا دامن کسی حال میں بھی نہیں چھوٹنا چاہیے چاہے معاملہ کسی ایسے گروہ ہی کا کیوں نہ ہو جس نے ان پر ظلم وزیادتی کی اور ان کے ساتھ ناانصافی کا معاملہ کیا ہو۔۔۔

ذیل کی سطور میں ہم نے اسی جذبے کے ساتھ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے''۔(براہین ص:234)

عمار خان کے اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ مسجد اقصی کی تولیت کے مسئلے میں امت مسلمہ کے تمام ہی طبقات راہ عدل سے ہٹے ہوئے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی صحیح بات کہنے والا نہیں اس لیے وہ امت مسلمہ کے ان تمام طبقات کو راہ عدل پر لگانے آئے ہیں۔

یہودیوں اور مسلمانوں میں سے عمار خان کے نزدیک کس کا موقف وزنی ہے؟

عمار خان لکھتے ہیں:

''فریقین کے تعلق ووابستگی کے دعوے کو درست مان لینے کے بعد اب سوال یہ ہے کہ اس پر تولیت (Administration) کا حق کس فریق کو ملنا چاہیے اور فریقین میں سے کس کے حق کو کس بنیاد پر ترجیح دی جائے؟

جہاں تک قانونی پہلو کا تعلق ہے اس میں شبہ نہیں کہ مسلمانوں کے دعوائے تولیت کو ایک عملی وجہ ترجیح حاصل ہے۔ انہوں نے یہ عبادت گاہ نہ یہودیوں سے چھینی تھی اور نہ ان کی پہلے سے موجود کسی عبادت گاہ کو ڈھا کر اس پر اپنی عبادت گاہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعمیر کی تھی۔ نیز وہ بحالت موجودہ اس کی تولیت کے ذمہ دار ہیں اور یہ ذمہ داری وہ گذشتہ تیرہ صدیوں سے صلیبی دور کے استثنا کے ساتھ تسلسل کے ساتھ انجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر بھی اس کی تولیت کا حق دار مسلمانوں ہی کو تسلیم کیا گیا ہے''۔ (براہین:245)

یہودیوں کے مسجد اقصیٰ کی تولیت کے قانونی حقدار نہ ہونے کی مزید وضاحت یوں ہے۔ عمار خان لکھتے ہیں:

''فتح بیت المقدس کے موقع پر سیدنا عمر اور اہل بیت المقدس کے مابین جو معاہدہ طے پایا اس میں یہ شرط شامل تھی کہ'' **ولا یسکن بایلیاء معھم احد من الیھود**'' (بیت المقدس کے مسیحی باشندوں کے مابین کسی یہودی کو قیام کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (براہین:311)

عمار خان کے اس کلام سے یہ باتیں حاصل ہوئیں

(i) عمار خان کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جب مسلمانوں نے بیت المقدس کو فتح کیا اس وقت اس پر عیسائیوں کا قبضہ تھا جن کو اپنے مابین کسی یہودی کا رہنا گوارا نہ تھا۔ غرض اس وقت بیت المقدس یہودیوں سے خالی تھا اور کسی بھی جگہ کے یہود کی طرف سے تولیت کے حقدار ہونے کا باقاعدہ دعوی بھی نہ تھا۔ 70ء سے لے کر آج سے سوڈیڑھ سو سال پہلے تک یہی صورت حال رہی۔

(íí) مسلمانوں نے اس وقف میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اس احاطہ کے ایک حصے میں مسجد بنائی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ہیکل اور عبادت گاہ بنائی تھی۔ مسلمانوں نے اسی کے ایک حصے میں مسجد بنا کر اس قدیم عبادت گاہ کو آباد کیا۔

مذکورہ بالا دو باتوں کے علاوہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہود کے معاملے کے برعکس بیت المقدس میں مسلمان اب بھی موجود ہیں اور متنازعہ جگہ ابھی تک مسلمانوں کی تولیت میں ہے اور وہ اس کے دعویدار بھی ہیں۔ عمار خان لکھتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل مشرقی یروشلم (بیت المقدس) پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگیا جس میں مسجد اقصیٰ واقع ہے اور مسجد کو اسرائیل فوج نے اپنے کنٹرول میں لے لیا، تاہم اسرائیل وزیر دفاع موشے دایان نے خیر سگالی کے اظہار کے طور پر احاطہ مقدسہ کی چابیاں اردن کے حکمران ہاشمی خاندان کے سپرد کر دیں۔ اس وقت سے اس احاطے اور اس سے ملحق بعض عمارتوں کا کنٹرول یروشلم کے مسلم وقف کے پاس ہے جو اس کے جملہ امور کی دیکھ بھال کا ذمہ دار ہے''۔ (براہین: 244, 245)

نوٹ:

کیا عمار خان اس نکتے کی وضاحت کریں گے کہ اسرائیلی وزیر دفاع نے احاطہ کا کنٹرول مسلمانوں کو کیوں دیا جبکہ عمار خان کی تحریر کے مطابق: ''یہودیوں کے مذہبی قانون میں اس کی تولیت کی ذمہ داری کسی دوسرے گروہ کے سپرد کرنے کی ممانعت کی گئی ہو''۔ (براہین: 336)

عمار خان کی جانب سے یہود کے حق تولیت کے دلائل اور ہماری طرف سے ان کے جواب

پہلی دلیل:

یہود کی مسجد اقصیٰ یا ہیکل سلیمانی اور بیت المقدس سے بے دخلی اللہ تعالیٰ کا امر تکوینی ہے اور اس سے ان کا حق تولیت ختم نہیں ہوا۔

(نوٹ: عبادت گاہ کے پورے احاطہ کو قران پاک نے مسجد اقصیٰ کہا ہے جس کو عمار خان احاطہ ہیکل سے تعبیر کرتے ہیں) عمار خان لکھتے ہیں:

''ہمارے نزدیک قران مجید کے صریح نصوص کی روشنی میں اس امر میں بھی کوئی کلام نہیں کہ آل ابراہیم کے یہ دونوں حصے (یعنی بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل) سیدنا ابراہیم کی اصل ملت سے منحرف اور اس کے مقاصد و مطلوبات کو پورا کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ناکام ہوئے اور یہ بات بھی شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ اس انحراف کی پاداش میں مشرکین بنی اسماعیل کو بیت الحرام، جبکہ بنی اسرائیل کو مسجد اقصیٰ کے حق تولیت سے محروم کیا گیا، البتہ ان دونوں گروہوں کے حق تولیت سے محروم کیے جانے کی نوعیت میں ایک بنیادی فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ مشرکین بنی اسماعیل کا حق تولیت تو از روئے شریعت ابدی طور پر منسوخ کر دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دوبارہ بیت اللہ پر متصرف ہونے کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ اس کے برعکس بنی اسرائیل کو شرعی طور پر نہیں بلکہ محض تکوینی طور پر مسجد اقصیٰ کی تولیت سے محروم کیا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس عبادت گاہ کے دوبارہ ان کے زیر تصرف آنے میں، حالات وواقعات کی پیدا کردہ عملی رکاوٹوں کے علاوہ اسلامی شریعت کا کوئی حکم مانع نہیں اور اللہ تعالیٰ جب چاہیں ایسے حالات واسباب پیدا فرما سکتے ہیں کہ یہ امکان حقیقت کا روپ دھار لے۔ اس ضمن میں ہمارا استدلال دو نکتوں کی تشریح چاہتا ہے:

ایک یہ کہ تشریعی احکام اور تکوینی امور کے دائرے بالکل الگ الگ ہیں اور علمی لحاظ سے دونوں کو باہم خلط ملط نہیں کیا جا سکتا۔

دوسرے یہ کہ مسجد اقصیٰ کی تولیت سے یہود کے محروم کیے جانے کی نوعیت کسی شرعی حکم کی نہیں بلکہ ایک تکوینی امر کی ہے۔'' (براہین: 251 -250)

پہلے نکتے کی شرح میں عمار خان لکھتے ہیں:

''جہاں تک پہلے نکتے کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ کی تکوینی مشیت اور شرعی حکم کے مابین یہ فرق اہل علم کے ہاں بالکل مسلم ہے کہ پہلی نوعیت کے امور کو کسی بھی اصول کی رو سے دوسری نوعیت کے معاملات میں کسی طرز عمل کا ماخذ نہیں بنایا جا سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کسی گروہ کے مواخذہ کے لیے تکوینی لحاظ سے اس کے ساتھ جو مخصوص معاملہ فرماتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ شریعت کی واضح ہدایات کے بغیر ہمارے لیے واجب الاتباع نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات اس نوعیت کے کسی فیصلے کو اپنے طرز عمل کا ماخذ بنانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریعت کی رو سے حرمت کے درجے میں ممنوع ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر قران مجید نے بخت نصر اور طیطس کے ہاتھوں مسجد اقصی کی تباہی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندے تھے جنہوں نے اس کی تکوینی مشیت کے تحت مسجد کی بے حرمتی کی، بنی اسرائیل کا قتل عام کیا اور ہر چیز کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ ظاہر ہے کہ اللہ کی یہ تکوینی مشیت کسی بھی طرح ہمارے لیے شرعی ماخذ نہیں بن سکتی اور نہ کوئی مسلمان اس کی بنیاد پر مسجد اقصی کے ساتھ اس سلوک کو جائز قرار دے سکتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے یہاں جس بات کو اپنی تکوینی مشیت کا نتیجہ قرار دیا ہے دوسرے مقام پر اسی طرز عمل کو اختیار کرنے پر نصاری کی مذمت کی ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں یہ ارشاد فرمایا **وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِيْ خَرَابِهَا** (اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام یاد کرنے سے روکے اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے) نصاری کے اس طرز عمل ہی کے حوالے سے وارد ہوا ہے جو انہوں نے مسجد اقصی کی توہین اور یہود کو اس میں عبادت کرنے سے روکنے کے حوالے سے اپنا رکھا تھا۔'' (براہین: 252 -251)

دوسرے نکتے کی شرح میں عمار خان لکھتے ہیں:

'' دوسرے نکتے پر جو ہمارے استدلال کا وضاحت طلب نکتہ ہے ہم ذرا تفصیل سے گفتگو کریں گے۔ ہمارے نزدیک مسجد حرام سے مشرکین عرب کے حق تولیت کی تنسیخ کو ایک حتمی اور ابدی شرعی حکم جبکہ مسجد اقصی کی تولیت سے یہود کے محروم کیے جانے کو محض ایک تکوینی امر قرار دینے کی دلیل یہ ہے کہ قران مجید نے رسول اللہ ﷺ کے مقصد بعثت اور آپ کی جدو جہد کے اہداف میں ان دونوں عبادت گاہوں کے حوالے سے یہ امتیاز بالکل واضح طور پر قائم کر دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی روشنی میں عملی لحاظ سے جو رویہ اختیار فرمایا وہ ان دونوں عبادت گاہوں کے حوالے سے قطعی مختلف اور متباین ہے۔

پہلے مسجد حرام کے معاملے کو دیکھیے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قران مجید میں یہ بات نہایت اہتمام کے ساتھ ایک مسلسل مضمون (Recurrent theme) کے طور پر بیان ہوئی ہے کہ مسجد حرام کو مشرکین کے قبضے سے چھڑانا اور اس کو شرک و بدعت کے آثار سے بالکل پاک کر کے اصل حیثیت میں دوبارہ توحید کی دعوت کا عالمی مرکز بنا دینا رسول اللہ ﷺ کے مشن کا سب بڑا ہدف ہے۔ چنانچہ مشرکین پر اتمام حجت کے مرحلہ میں مسلمانوں پر یہ بات پورے تسلسل سے واضح کی جاتی رہی کہ مسجد حرام پر مشرکین کا کوئی حق نہیں، اس کے اصل حقدار اہل ایمان ہیں اور اگر مشرکین انہیں اس مسجد میں آنے اور وہاں عبادت کرنے سے روکیں تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس حق کے حصول کے لیے مشرکین کے ساتھ قتال کریں۔۔'' (براہین:253)

مسجد حرام سے متعلق عمار خان نے اپنے دعوے کو مندرجہ ذیل آیتوں سمیت چند آیتوں سے استدلال کیا ہے:

1. **اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ الَّذِیۡ جَعَلۡنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الۡعَاکِفُ فِیۡہِ وَ الۡبَادِ ؕ وَ مَنۡ یُّرِدۡ فِیۡہِ بِاِلۡحَادٍۭ بِظُلۡمٍ نُّذِقۡہُ مِنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ.** (سورہ حج:25)

(ترجمہ: جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکنے لگے اور اس حرمت والی مسجد سے بھی جسے ہم نے تمام لوگوں کے لیے مساوی کر دیا ہے وہیں کے رہنے والے ہوں یا باہر کے ہوں، جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے ہم اسے درد ناک عذاب چکھائیں گے)۔

2. **وَ مَا لَہُمۡ اَلَّا یُعَذِّبَہُمُ اللّٰہُ وَ ہُمۡ یَصُدُّوۡنَ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ وَ مَا کَانُوۡۤا اَوۡلِیَآءَہٗ ؕ اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ.** (سورہ انفال:34)

(ترجمہ: اور ان میں کیا بات ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ سزا نہ دے حالانکہ یہ مسجد حرام سے روکتے ہیں جبکہ وہ اس کے متولی نہیں۔ اس کی تولیت کے حقدار تو صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل تقویٰ ہیں لیکن ان میں سے اکثر لوگ علم نہیں رکھتے)۔

3. وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ. (سورہ بقرہ:191)

(ترجمہ: اور انہیں جہاں بھی پاؤ مار ڈالو اور جیسے انہوں نے تمہیں نکالا ہے تم بھی انہیں نکال دو۔ اور فتنہ قتل سے زیادہ سنگین جرم ہے)۔

اب مسجد اقصیٰ سے اختیار کیے گئے رویے کو دیکھئے:

''سورہ بنی اسرائیل میں۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ کی تباہی و بربادی اور اس سے یہود کی بے دخلی کے دو معروف واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے بنی اسرائیل کو یاد دلایا ہے کہ یہ ان کی سرکشی اور فساد کے نتیجے میں رونما ہوئے تھے۔ مسجد اقصیٰ کے بارے میں یہ بات معلوم ہے کہ ان آیات کے نزول کے وقت وہ یہود کے زیر تصرف نہیں تھی بلکہ تباہ شدہ کھنڈر (Ruins) کی صورت میں ویران پڑی تھی۔ یہ بات بھی ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی کہ مستقبل قریب میں اس عبادت گاہ کو آباد کرنے کا شرف عملاً مسلمانوں کو حاصل ہونے والا ہے۔ اگر یہود کے حق تولیت کی شرعی بنیادوں پر قطعی تنسیخ مقصود ہوتی تو یہاں یہود سے صاف صاف یہ کہہ دینا چاہئے تھا کہ فساد اور سرکشی کے نتیجے میں اس مسجد سے بے دخلی کے بعد اب تمہارے اس پر دوبارہ متصرف ہونے کا کوئی امکان نہیں اور اس عبادت گاہ کی آبادی اور تولیت کا حق اب تمہارے بجائے ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے سپرد کر دیا جائے گا لیکن اس کے برعکس قرآن مجید صاف لفظوں میں یہ فرماتا ہے کہ اللہ کی رحمت سے پہلے کی طرح اب بھی اس مسجد کے دوبارہ بنی اسرائیل کے تصرف میں آنے کا امکان موجود ہے:

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا. (سورہ بنی اسرائیل:8)

(ترجمہ: توقع ہے کہ تمہارا رب تم پر پھر رحمت کرے گا۔ اور اگر تم نے دوبارہ یہی روش اختیار کی تو ہم بھی تمہارے ساتھ یہی سلوک کریں گے)۔

عمار خان کے اس طویل کلام کا خلاصہ یہ چار نکات ہیں:

1۔ یہود کی عبادت گاہ مسجد اقصیٰ (ہیکل سلیمانی) کی تباہی اور یہود کی جلاوطنی اگرچہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی سرکشیوں کی وجہ سے ہوئی پھر بھی وہ ایک تکوینی معاملہ تھا اور اس کو شرعی حکم کا ماخذ نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ دونوں کے دائرے جدا جدا ہیں۔

2۔آیت **وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ**۔۔۔الخ سے استدلال۔

3۔مشرکین مکہ کی مسجد حرام کی تولیت کی تنسیخ شرعی ہے اور قران پاک کی متعدد آیات سے ثابت ہے جبکہ مسجد اقصی سے یہود کی تولیت کی شرعی منسوخی قران وحدیث کی کسی نص سے ثابت نہیں ہے۔

4۔سورہ بنی اسرائیل کی آیت **عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا**. سے یہود کے حق میں استدلال۔

پہلے نکتے کا جواب

ہم کہتے ہیں: امور شرعیہ اور امور تکوینیہ اور ان کے احکام میں فرق تسلیم ہے لیکن امور تکوینیہ کی حقیقت تک رسائی بھی ضروری ہے تاکہ تکوین کے پردے میں احکام شرعیہ مستور نہ رہ جائیں۔عمار خان سے یہی کوتاہی ہوئی ہے اور تکوین کے پس پردہ جو شرعی حکم ہے اس کو انہوں نے نہیں پہچانا۔

دیکھئے مسجد اقصی (ہیکل سلیمانی) کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت وذکر کے لیے بنایا تھا۔یہود کی سرکشیوں کی وجہ سے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا انکار کرنا اور اپنی جانب سے ان کو سولی پر چڑھوانا بھی شامل ہیں (یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے) قران پاک کی رو سے ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء ورسل کی تکذیب کے مرادف ہے اور کھلا کفر ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھا لیے جانے کے بعد ستر سال تک ان کو مہلت ملی لیکن وہ باز نہ آئے جس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے طیطس (Titus) کو ان پر مسلط کیا گیا۔طیطس نے مسجد اقصی کو بھی تباہ کیا اور یہود کو جلاوطن کیا اور یہود تتر بتر ہوکر رہ گئے۔

جب حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ کی بعثت بنی اسرائیل کی طرف بھی تھی تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہود کو موقع ملا کہ وہ آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لائیں اور آپ کی اطاعت کریں اور اپنی ذلت وادبار سے نکل کر عروج حاصل کریں اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ مل کر بیت المقدس کو فتح کریں اور مسجد اقصی کی تعمیر کریں۔ لیکن یہود نے من حیث القوم اس موقع سے فائدہ نہ اٹھایا اور پکے اور کھلے کافر رہے۔

امر تکوینی یعنی طیطس کے ہاتھوں 70ء میں مسجد اقصی کی بربادی اور یہود کی جلاوطنی کے پردے میں جو شرعی حکم پنہا ہے وہ یہ ہے کہ کافر کسی فی سبیل اللہ وقف کے متولی نہیں ہو سکتے۔ کسی زور زبردستی سے بن جائیں تو اور بات ہے ورنہ شرعاً وہ اس وقف کے متولی ہونے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ یہ کفر وشرک ہی کی وجہ ہے کہ مشرکین مکہ سے بیت اللہ اور مسجد حرام کی تولیت لے لی گئی اور مسلمانوں کو ملی۔ یہ دونوں مسجدیں خالص توحید واطاعت وتسلیم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنائی تھیں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ جب غلبہ مسلمانوں کو حاصل ہو اس وقت خالص توحید وتسلیم پر مبنی مسجد کا انتظام کافروں کے ہاتھ میں دیا جائے۔

دوسرے نکتے کا جواب

حنفیہ کے نزدیک یہود ونصاری مسلمانوں کی اور مسلمانوں کے زیر اہتمام وانتظام کسی بھی مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں اور اس میں اپنے طریقے سے اپنی عبادت بھی کر سکتے ہیں جیسا کہ نجران کے عیسائی وفد کو رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور وہاں انہوں نے اپنی عبادت بھی کی۔ غرض مسجد میں اللہ کا ذکر اور اللہ کی عبادت کرنا اور چیز ہے اور انتظام و اہتمام یعنی تولیت اور چیز ہے۔ مسجد اقصی (احاطہ ہیکل) میں کوئی عیسائی یا یہودی جائے اور اپنی عبادت کرے اور خدا کا ذکر کرے اس کا تو شریعت اس کو حق دیتی ہے لیکن ان پر تولیت کا حق نہ عیسائی کو دیتی ہے اور نہ یہودی کو دیتی ہے جس کی وجہ ہم اوپر بیان کر چکے کہ وہ عبادت گاہ خالص مسلم یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنائی تھی جبکہ یہ دونوں قومیں کافر ہیں۔ ہاں زور وزبردستی سے وہ اس پر قبضہ کر لیں تو علیحدہ بات ہے لیکن شرعی حق ان کا پھر بھی نہ بنے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پر اگر عمار خان کہیں کہ تم نے ہماری بات بالآخر مان ہی لی بلکہ اس سے بھی زیادہ مان لی کہ یہودیوں کو موجودہ مسجد اقصیٰ کے اندر بھی اور احاطہ کے اندر بھی داخل ہو کر اپنی عبادت کرنے کی اجازت دے دی اور وہ اس طرح کہ عبادت گاہ کے لیے عمارت کا ہونا شرط نہیں ہے اگر موجودہ مسجد سے باہر احاطہ کے کسی حصے کو یہود کے لیے خاص کر دیا جائے تو ہماری ہی بات پر آ گئے۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ مسجد میں اول تو پہلی دو حالتیں ہوتی ہیں:

1۔ کبھی کبھار کوئی عیسائی یا یہودی مسجد میں آئے اور اپنی عبادت کر لے اور اس مسجد کی تولیت مسلمانوں کو حاصل ہو۔ یہ حالت جواز کی ہے۔

2۔ اجازت کا فائدہ اٹھا کر عیسائی یا یہودی بڑی نفری اکٹھی کر کے مسجد یا احاطہ میں آ جائیں اور اپنی عبادت کریں فرض بھی اور نفل بھی اور ان میں سے جو واپس جائیں ان کی جگہ اور یہودی آ جائیں اور اس طرح مسجد اور اس کے احاطے پر گویا قبضہ ہی جما لیں اور مسلمانوں کے لیے تنگی پیدا کر دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ عمل اجازت سے زائد ہے۔ چونکہ اسرائیل میں حکومت یہودیوں کی ہے اور وہاں یہودیوں کو بڑی تعداد میں بسایا گیا ہے اس لیے تغلب سے فائدہ اٹھا کر مسجد اور احاطہ مسجد پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے ایسا کرنا آسان ہے لیکن یہ عمل کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ غرض تولیت مسلمانوں کی ہو اور کوئی فتنہ نہ ہو تو حنفیہ کے نزدیک جواز ہو گا اور اگر فتنہ ہو تو جائز نہیں ہو گا کیونکہ ایسا کوئی عمل درحقیقت مسجد کی authority کو چیلنج کرنے والی بات ہے جس کی اجازت نہ ہو گی۔

عمار خان نے اپنے موقف کو ثابت کرنے اور دوسرے مسلمانوں کے موقف کو مجروح قرار دینے کے لیے جو تفصیل لکھی ہے اس کو نقل کرنے یا اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم نے بنیادی اور قاعدے کی بات کی ہے۔

رہا عمار خان کا آیت **وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِيْ خَرَابِهَا** سے استدلال تو ہم کہتے ہیں کہ عمار خان نے استدلال میں ابہام سے کام لیا ہے جس سے مطلب واضح نہیں ہے۔ انہوں نے لکھا کہ ''یہ ارشاد نصاریٰ کے اس طرز عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی کے حوالے سے وارد ہوا ہے جو نصاریٰ نے مسجد اقصیٰ کی توہین اور یہود کو اس میں عبادت کرنے سے روکنے کے حوالے سے اپنا رکھا تھا۔"

عمار خان کی مراد اگر یہ ہے کہ نصاریٰ یہود دشمنی میں اپنے بت پرست اسلاف یعنی طیطس کے فعل پر خوش تھے تو بالفعل مسجد برباد کرنا اور اس میں عبادت سے روکنا یہ ایک علیحدہ فعل ہے اور اس پر راضی ہونا ایک علیحدہ فعل ہے۔ دونوں کی حقیقت جدا جدا ہے۔

اور اگر عمار خان کی مراد یہ ہے کہ نصاریٰ اسلام سے پہلے اپنے دور حکومت میں یہود کو مسجد اقصیٰ کی جگہ پر عبادت کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے تو ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ مسجد میں عبادت کرنا ایک جدا چیز ہے اور مسجد کا متولی ہونا جدا چیز ہے۔ نصاریٰ کے دور میں یہودیوں نے شاید ان سے مسجد اقصیٰ کی ان کی تولیت بحال کرنے کی درخواست بھی نہ کی ہو۔

غرض عمار صاحب کا اس آیت سے استدلال بے بنیاد ہے۔

تیسرے نکتے کا جواب

یہ تو ٹھیک ہے کہ قران پاک اور حدیث میں صریح طور پر نہیں کہا گیا کہ مسجد اقصیٰ پر یہود کی تولیت کا حق منسوخ کیا جاتا ہے لیکن قران وحدیث میں موجود ضابطوں سے تو بداہۃً یہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

چوتھے نکتے کا جواب

عمار خان نے اس آیت کو دلیل بنایا ہے

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا. (سورہ بنی اسرائیل:8)

(ترجمہ: توقع ہے کہ تمہارا رب تم پر پھر رحمت کرے گا۔ اور اگر تم نے دوبارہ یہی روش اختیار کی تو ہم بھی تمہارے ساتھ یہی سلوک کریں گے)۔

اس آیت سے عمار خان کا استدلال پیچھے گذر چکا ہے۔ اس کے جواب میں پہلے اس بات کو دیکھئے کہ خود قران یہود کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

(i) وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ وَ بَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ. (سورہ بقرہ: 61)

ترجمہ: اور ڈال دی گئی ان پر ذلت اور محتاجی اور پھرے وہ اللہ کا غصہ لے کر۔ یہ اس لیے ہوا کہ وہ احکام الٰہیہ کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے۔ اور (خود احکام الٰہیہ کا انکار کرنا اور انبیاء کو قتل کرنا) اس وجہ سے تھے کہ وہ نافرمان تھے اور حد شرع سے نکلتے تھے۔

(ii) ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ اَیْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الْمَسْکَنَۃُ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ.

ترجمہ: ڈال دی گئی ان پر ذلت جہاں کہیں پائے جائیں الا یہ کہ ان کو عہد حاصل ہو اللہ سے اور عہد حاصل ہو لوگوں سے اور لوٹے اللہ کے غضب کے ساتھ اور ڈال دی گئی ان پر محتاجی۔ یہ اس وجہ سے کہ وہ احکام الٰہیہ کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے اور (خود ان کا خدائی احکام کا انکار کرنا اور انبیاء کو قتل کرنا) یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ نافرمان تھے اور حد شرع سے نکلتے تھے۔

(حبل من اللہ) سے مراد اسلام قبول کرنا اور (حبل من الناس) سے مراد ہے لوگوں سے معاہدہ کرنا، مسلمانوں سے کریں تو ذمی بن جائیں گے اور اس طرح جان و مال کی حفاظت حاصل کریں گے اور کافروں سے کریں تو ایسا ہوگا جیسا کہ اسرائیل کی ریاست ہے کہ امریکہ اور یورپ کی اسے مکمل سرپرستی حاصل ہے۔

(iii) لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ. (سورہ مائدہ:78)

(ترجمہ: بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر داود علیہ السلام اور عیسی بن مریم علیہ السلام کی زبانی لعنت کی گئی۔ یہ اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرکشی کرتے تھے)

تفسیر عثمانی میں اس کی شرح یہ ہے:

''یوں تو تمام کتب سماویہ میں کافروں پر لعنت کی گئی ہے لیکن بنی اسرائیل کے کافروں پر جب وہ عصیان وتمرد میں حد سے گذر گئے کہ نہ مجرم کسی طرح ارتکاب جرم سے باز آتا تھا اور نہ غیر مجرم مجرم کو روکتا تھا بلکہ سب شیر وشکر ہو کر بے تکلف ایک دوسرے کے ہم پیالہ وہم نوالہ بنے ہوئے تھے۔۔۔تب خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے ان پر لعنت (یعنی رحمت سے دوری) کی۔ جیسے گناہوں پر ان کی جسارت حد سے گذر چکی تھی یہ لعنت بھی جو ایسے جلیل القدر انبیاء کے توسط سے کی گئی، غیر معمولی طور پر تباہ کن ثابت ہوئی۔

غالباً اسی لعنت کے نتیجہ میں ان کے بہت سے افراد ظاہراً و باطناً بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ کر دیے گئے اور باطنی مسخ کا دائرہ اس قدر وسیع ہوا کہ ان کے بہت سے لوگ آج (یعنی ان آیتوں کے نزول کے وقت) ان مسلمانوں کو چھوڑ کر جو خدا کی تمام کتب سماویہ تمام انبیاء کی تصدیق وتعظیم کرتے ہیں مشرکین مکہ سے جو خالص بت پرست اور نبوات وغیرہ سے جاہل محض ہیں مسلمانوں کے خلاف دوستی گانٹھتے ہیں۔ اگر ان اہل کتاب (یعنی یہود) کو خدا پر، نبی پر اور وحی الٰہی پر واقعی اعتقاد ہوتا تو کیا یہ ممکن تھا کہ اس قوم کی ضد میں جو ان تمام چیزوں کو مکمل طور پر مانتے ہیں بت پرستوں سے ساز باز کرتے۔ یہ بے حسی، بدمذاقی اور خدا پرستوں سے بھاگ کر بت پرستوں سے دوستی کرنا اسی لعنت و پھٹکار کا اثر ہے جس نے انہیں خدا کی رحمت عظیمہ سے کوسوں دور پھینک دیا ہے۔''

مذکورہ تفصیل کے تناظر میں اب مذکورہ آیت کو پڑھیے:

وَ قَضَيْنَا اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآئِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا. ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا . اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْءُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ لِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا.

(ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کی طرف تقدیر کی کتاب میں طے کر دیا تھا کہ اے بنی اسرائیل! تم اپنی نافرمانی کے سبب زمین میں دو بار ضرور فساد کرو گے اور ضرور بڑی سرکشی کرو گے اور اس کی پاداش میں تم کو ہر مرتبہ سخت عذاب کا سامنا ہوگا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا جس کی تفصیل یہ ہے کہ پھر جب ان دو میں سے پہلا وعدہ پورا ہونے کا وقت تو 587 قبل مسیح میں ہم نے بخت نصر کی سرکردگی میں اپنے سخت جنگجو بندے تم پر مسلط کر دیے جنہوں نے تمہیں شکست دی پھر وہ تمہارے شہروں میں گھروں کے اندر گھس گئے اور سخت قتل و غارت کی اور خدا کا وہ وعدہ پورا ہونا ہی تھا۔ پھر جب تم تائب اور نادم ہوئے تو ہم نے ان پر تمہارا غلبہ لوٹا دیا اور اموال و نرینہ اولاد سے تمہاری مدد کی اور ہم نے تم کو تعداد اور نفری میں بہت زیادہ کر دیا ۔۔۔۔۔ پھر جب تم نے دوبارہ فساد برپا کیا تو ہمارے عذاب کا دوسرا وعدہ آیا اور ٹائٹس رومی کی قیادت میں ہم نے اپنے دوسرے جنگجو بندے تم پر مسلط کیے تاکہ وہ تمہیں مار مار کر تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور تاکہ وہ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوں اور اس کو وہ بے حرمت و برباد کریں جیسا کہ دشمن اس میں پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے اور اس کی بے حرمتی کی تھی اور تاکہ جہاں جہاں وہ غلبہ پائیں سب کچھ تباہ و برباد کر دیں۔ (یہ ترجمہ کچھ وضاحتوں کے ساتھ ہے)

دو بربادیوں کے مذکورہ بالا مضمون کے بعد قرآن پاک میں ارشاد ہے:

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا. (سورہ بنی اسرائیل:8)

ترجمہ: شاید کہ تمہارا رب تم پر مہربانی کرے جس کی صورت یہ ہے کہ تم حضرت محمد ﷺ کے تابع ہو جاؤ۔ ان کے تابع اور امتی ہو کر تم دوبارہ سلطنت اور غلبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرلو گے۔اور اگر تم پھر وہی شرارت اور فساد کرو گے (یعنی اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کو جھٹلاؤ گے اور مسلمانوں کے خلاف سازشی حرکتوں میں لگے رہو گے) تو ہم بھی تمہارے ساتھ دنیا میں سزا و عذاب کا وہی معاملہ کریں گے۔

اس آیت کا جو مطلب ہم نے ذکر کیا ہے یہی صحیح ہے کیونکہ ان پر ہمیشہ کے لیے خدا کا غضب نازل ہو چکا تھا اور ہمیشہ کے لیے ان پر ذلت اور مسکنت ماردی گئی تھی۔اس شدید سزا سے نکلنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے پورے عالم کے لیے مبعوث حضرت محمد ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرلو اور اسلام قبول کرلو تو اہل اسلام جب بیت المقدس کو فتح کریں گے تو دیگر مسلمانوں کی طرح تم بھی فاتح اور غالب کہلاؤ گے۔اور اگر تم پھر بھی اپنی سرکشی میں مبتلا رہو گے اور ان کی نبوت کو تسلیم نہ کرو گے تو ہم تم کو عذاب میں مبتلا کیے رکھیں گے۔

لیکن عمار خان نے مدعی سست گواہ چست کے رویہ کو اختیار کیا اور یہود کی خاطر اس آیت کا مطلب تک بدل دیا اور لکھتے ہیں:

''یعنی قران مجید واقعہ اسراء کے بعد بھی اس بات کا امکان تسلیم کرتا ہے کہ اللہ کی رحمت سے یہود کو (یہودی رہتے ہوئے۔عبدالواحد) دوبارہ اپنے مرکز عبادت کی بازیابی اور اس میں سلسلہء عبادت کے احیاء کا موقع ملے اگرچہ یہ موقع بھی پہلے مواقع کی طرح اطاعت اور حسن کردار کے ساتھ مشروط ہوگا''۔ (براہین:402)

ہم کہتے ہیں:

(i) بھلا بتایئے واقعہ اسراء کے بعد یعنی حضرت محمد ﷺ کی عالمی نبوت و رسالت کے ظاہر ہونے کے بعد آپ ﷺ پر ایمان لائے بغیر کونسی عبادت، کونسی اطاعت اور کونسا حسن کردار مقبول ہے۔

(ii) سورہ بنی اسرائیل میں بنی اسرائیل یعنی یہودیوں کے عروج و زوال کے جو دو واقعات ذکر ہوئے وہ یہودیوں کی حکومت کے زمانے کے تھے۔یعنی وہ آزاد تھے اور ان کی حکومت قائم تھی۔پہلی دفعہ کے بعد بھی ان کو آزادی ملی اور ارض مقدس میں ان کی حکومت بنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اورانہوں نے اس دوران بیت المقدس میں تباہ شدہ ہیکل سلیمانی کی جگہ پر ایک نئی عبادت گاہ تعمیر کی۔ پھر دوسری مرتبہ سرکشی کی تو رومیوں نے ان کی عبادت گاہ کو بھی برباد کیا اور یہودیوں کو بھی وہاں سے جلاوطن کیا۔ پھر واقعہ اسراء کے بعد قران پاک نے کہا شاید کہ تمہارا رب تم پر رحمت کرے۔ عمار خان کے اخذ کردہ مطلب کو لیں تو سیاق وسباق سے یہ مطلب نکلے گا کہ توقع ہے کہ تمہارا رب تم کو دوبارہ ارض مقدس کی حکمرانی دیدے اور یہ اس کی یہودیوں پر رحمت کا مظہر ہوگی۔ اب دیکھئے یہودیوں کو جن پر اللہ تعالیٰ کا دائمی غضب نازل ہوا اور جن پر دائمی ذلت ومسکنت مسلط کر دی گئی اور جنہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا انکار کیا تقریباً دو ہزار سال کے بعد عیسائیوں کی مدد سے حکومت ملی ہے اور اس کی بقاء بھی عیسائیوں کے طفیل ہے۔ اسرائیل کی ریاست کو عمار خان اور ان کے استاد جاوید غامدی کے علاوہ شاید کوئی بھی رحمت الہیہ نہ کہہ سکے۔

عمار خان نے آیت کا جو مطلب لیا ہے نہ جانے کیوں انہوں نے اس کو صرف ہیکل سلیمانی یا مسجد اقصیٰ کی تولیت تک محدود رکھا ہے پورے بیت المقدس پر منطبق نہیں کیا (یعنی انہوں نے کہا کہ اللہ کی رحمت سے یہود کو دوبارہ اپنے مرکز عبادت کی بازیابی کا اور اس میں سلسلہ عبادت کے احیاء کا موقع ملا حالانکہ ان کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ پچھلے دو موقعوں کی طرح اللہ اپنی رحمت سے پھر ان کو بیت المقدس پر حکومت وآزادی عطا فرمائے جو کہ اسرائیل کی صورت میں انہیں مل گئی)۔ شاید یہ عمار خان کی جانب سے تقیہ پر عمل ہو۔ بہر حال ایک طرف یہودیوں کی حکومت کو سامنے رکھئے اور دوسری طرف عمار خان کی یہودیوں کے لیے دردمندی دیکھئے۔ لکھتے ہیں:

> ''مرکز عبادت اور قبلہ کی حیثیت رکھنے والے مقام کے احترام اور اس کے ساتھ وابستگی کی جو کیفیت مذاہب عالم کے ماننے والوں میں پائی جاتی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اسی طرح یہود کی شریعت میں ہیکل کے مقام وحیثیت، اس کی تباہی و بربادی پر ان کے دلوں میں ذلت ورسوائی کے احساسات اور اس کی بازیابی کے حوالے ان کے سینوں میں صدیوں سے تڑپنے والے مذہبی جذبات بھی ایک مسلمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقت ہیں۔ یہ ایک نہایت اعلیٰ، مبارک اور فطری جذبہ ہے اور خود قران مجید یہود سے ان کے اس مرکز عبادت چھن جانے کی وجہ ان کے اخلاقی جرائم کو قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس امکان کو بھی صراحتاً تسلیم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اور ان کی آزمائش کے لیے اس مرکز کو دوبارہ ان کے تصرف میں دے دے''۔(براہین:400)

تنبیہ

سورہ بنی اسرائیل کی آیت 7 اور 8 سے عمار خان کے استدلال پر جو اعتراض ہم نے کیا وہ ان کے سامنے پہلے ہی آچکا ہے اور انہوں نے اس کا جواب بھی دینے کی کوشش بھی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''بعض اہل علم کا یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد یہود کے حق میں اس وعدے کا پورا ہونا آپ پر ایمان لانے کے ساتھ مشروط ہو گیا تھا اور چونکہ آپ کی طرف سے اتمام حجت کے باوجود وہ ایمان نہیں لائے اس لیے اس وعدے کے پورا ہونے کا امکان اب ان کے حق میں باقی نہیں رہا۔''(براہین:262)

عمار صاحب لکھتے ہیں کہ بعض علماء کی یہ بات دو وجوہ سے بالکل بے معنی ہے:

ایک تو یہ کہ جب اسلامی شریعت میں یہود کو ایک مذہبی گروہ کے طور پر باقی رہنے اور مذہب پر پوری آزادی کے ساتھ عمل کرنے کا حق دیا گیا اور ان کے مذہبی مقامات وشعائر کے احترام کی تلقین کی گئی ہے تو ان کو اپنے قبلے سے محروم کرنے کی کیا تک ہے؟ کسی مذہبی گروہ سے یہ کہنا کہ تمہیں اپنے مذہب پر قائم رہنے کا تو پورا پورا حق ہے اور ہماری طرف سے تمہارے مذہبی شعائر ومقامات کو بھی پوری طرح تحفظ حاصل ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے قبلے کے ساتھ کوئی تعلق باقی رکھنا اور اس میں عبادت کا حق حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے لیے تمہیں اپنے مذہب سے دستبرداری اختیار کر کے ہمارے مذہب میں آنا ہوگا۔ آخر ایک مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارا جواب

اوپر ہم وضاحت سے بتا چکے ہیں کہ مسجد اقصی میں عبادت کرنا اور اللہ کا ذکر کرنا یہ اور چیز ہے اور مسجد اقصی کی تولیت اور چیز ہے۔ قبلہ ہونے کی وجہ سے اس کی سمت کی طرف رخ کر کے عبادت کرنا اور وہاں جا کر بھی عبادت کرنا اہل کتاب کو اس کی اجازت ہے لیکن اس کے لیے یہود کو اس کی تولیت کا حق بھی ہو یہ ضروری نہیں۔ عام حالات میں یہود اس کی زیارت کے لیے جا سکتے ہیں، وہاں اپنے طور پر عبادت کر سکتے ہیں اور قبلے کی وجہ سے اپنی عبادت میں خواہ وہ کہیں بھی ہو اس کی طرف رخ کر سکتے ہیں۔ ان امور کے لیے یہود کا متولی ہونا شرط نہیں ہے۔ آخر دو ہزار سال سے یہود عبادت نہیں کر رہے اور اپنی نماز و عبادت کا رخ قبلہ اول کی طرف نہیں کر رہے۔

لیکن عمار خان کا مشن تو جب پورا ہوتا ہے جب وہ یہودیوں کی ہمدردی کی ترنگ میں مسلمانوں پر طنز کرتے ہوئے یوں کہیں:

1۔ ''تمہیں اپنے مذہب پر رہنے کا پورا حق ہے''

2۔ ''تمہارے مذہبی شعائر و مقامات کو بھی پوری طرح تحفظ حاصل ہوگا''

3۔ ''اگر تم اپنے قبلے کے ساتھ کوئی تعلق باقی رکھنا اور اس میں عبادت کا حق حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے لیے تمہیں یہودیت چھوڑ کر اسلام قبول کرنا ہوگا''

غرض عمار خان خود بھی گمراہی کے چکر میں گھوم رہے ہیں اور دوسروں کو اپنے ساتھ گھمانا چاہتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اتمام حجت بدیہی طور پر صرف جزیرہ عرب کے یہود پر ہوا تھا نہ کہ پوری دنیا کے یہودیوں پر۔ جزیرہ عرب کے یہود دنیا کے مختلف خطوں میں پھیلے ہوئے بنی اسرائیل کا صرف ایک حصہ تھے۔ اب یہ بات کیسے معقول اور مبنی بر انصاف ہو سکتی ہے کہ جزیرہ عرب پر اتمام حجت کی بنیاد پر ایشیا، افریقہ اور یورپ کے مختلف خطوں میں پھیلے ہوئے ان سارے یہودیوں پر بھی تنسیخ تولیت کا فیصلہ صادر کر دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے جن پر اتمام حجت تو درکنار ابھی رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر بھی نہیں پہنچی تھی۔''
(براہین: 262 , 263)

ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہود تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا انکار کر کے کافر ہو گئے تھے اور ایک نبی کے قائم کیے ہوئے وقف کی تولیت کے اہل نہ رہے تھے۔ 70 سال کی مہلت کے بعد ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا اور مسجد اقصیٰ (ہیکل سلیمانی) کو بھی برباد کیا گیا اور یہود بھی جلاوطنی پر مجبور کیے گئے۔ ان کی عدم تولیت کا مدار ان کے کفر پر ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے اتمام حجت کرنے پر۔

غرض عمار صاحب خلط مبحث کرنے میں خوب تیز ہیں۔

دوسری دلیل: اعلیٰ اخلاقیات پر عمل کرنے کا حکم

عمار خان کو یہودیوں کا اتنا غم ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کی تولیت کا قانونی و شرعی حق مسلمانوں کے لیے ماننے کے باوجود مسلمانوں کو ہی سمجھاتے ہیں کہ وہ اپنے حق کا دعویٰ نہ کریں اور اخلاقیات پر عمل کریں اور یہود کے مذہبی جذبات کی رعایت کریں۔ وہ لکھتے ہیں:

'' تاہم قانونی (یعنی شرعی ۔۔۔ عبدالواحد) پہلو کو اس معاملے کا واحد قابل لحاظ پہلو سمجھنے کے عام نقطہ نظر سے ہمیں اختلاف ہے اور زیر نظر تحریر میں ہم اسی نکتے کی توضیح کرنا چاہتے ہیں۔

ہماری رائے یہ ہے کہ اس نوعیت کے مذہبی تنازعات میں قران وسنت کی رو سے اصل قابل لحاظ چیز جس کی رعایت مسلمانوں کو لازماً کرنی چاہیے وہ اخلاقی پہلو ہے''۔ (براہین: 246)

۔۔۔۔ ہر شخص یہ ماننے پر مجبور ہوگا کہ مسجد اقصیٰ کے معاملے میں کوئی فیصلہ کرنے کے لیے اصل معیار کی حیثیت محض قانون اور واقعاتی استحقاق کو نہیں بلکہ ان اعلیٰ اخلاقی اصولوں کو حاصل ہونی چاہیے جن کی رعایت کی تلقین اسلام نے اہل کتاب کے حوالے سے کی ہے۔ عام مذہبی اخلاقیات کا بھی یہ ایک مسلمہ اصول ہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ عبادت گاہوں کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کے لیے جس چیز کو سب سے بڑھ کر رکھا جانا چاہیے وہ خود اہل مذہب کے اعتقادات اور ان کا مذہبی قانون ہے۔ (عمار خان کی فنکاری دیکھئے۔ کہتے ہیں کہ مسلمان اپنے مذہبی قانون کو چھوڑ کر اخلاقیات پر عمل کرتے ہوئے یہودیوں کے مذہبی قانون کا سب سے بڑھ کر لحاظ رکھیں۔ عبدالواحد)''

عمار خان کی مزید کچھ عبارتیں ملاحظہ ہوں اور یہود جیسی مبغوض قوم کے لیے ان کے درد دل کی داد دیجئے۔ عمار خان لکھتے ہیں:

''لیکن ہمیں اس بات کو ماننے میں شدید تردد ہے کہ (شرعی قانونی حق کا) یہ موقف اس اعلی اخلاقی معیار کے ساتھ بھی مطابقت رکھتا ہے جس کی تعلیم اہل کتاب اور ان کی عبادت گاہوں کے متعلق اسلام نے دی ہے۔ قانون کے بارے میں ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ اس کی غرض اعلی اخلاقیات کے فروغ سے نہیں بلکہ نزاعات کے تصفیے سے ہوتی ہے۔ اس عملی زاویہ نگاہ کے باعث بعض دفعہ ایک قانونی فیصلے میں ان بلند تر اور آئیڈیل اخلاقی تصورات کو نظر انداز کرتے ہوئے جن کی پاسداری ایک فریق کو محض یک طرفہ طور پر (Unilaterally) کرنی چاہیے اخلاقیات کے اس کم سے کم درجے کو بنیاد بنا لیا جاتا ہے جس کی پابندی پر فریقین کو مجبور کیا جا سکے۔ اور یہ صورت اس لیے اختیار کی جاتی ہے تا کہ کم سے کم عملی الجھنوں کو سلجھانا پڑے۔۔۔۔

اخلاقیات کا اس سے بلند تر درجہ یہ ہے کہ اپنے حق کے تحفظ کے ساتھ ساتھ دوسرے فریق کے جذبات و احساسات کو بھی ہمدردی کی نگاہ سے دیکھے اور کوئی قانونی جبر نہ ہو تو بھی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے حق میں دوسرے فریق کو شریک کر لے۔

یہی صورت حال احاطہ ہیکل کی تولیت کے معاملے کی ہے ۔۔۔لیکن اخلاقیات کا اس سے ایک برتر درجہ بھی ہے جس کی تعلیم قران مجید نے خاص طور پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت گاہوں کے حوالے سے دی ہے اور وہ یہ کہ خدا کی عبادت چونکہ نیکی اور تقویٰ کا عمل ہے اس لیے کسی گروہ کو اس کی عبادت گاہ میں جو اس کے روحانی و قلبی جذبات کا مرکز ہے عبادت کرنے سے نہ روکا جائے بالخصوص جبکہ وہاں سے اس کی بے دخلی ظلماً و قہراً اور مذہبی و اخلاقی اصولوں کی پامالی کے نتیجے میں آئی ہو''۔ (براہین: 326, 327)

یہودیوں کے لیے اپنا غم دل دکھانے کو لکھتے ہیں:

''ہمارے نزدیک اس معاملے میں سب سے نازک سوال امت مسلمہ کی اخلاقی پوزیشن کا ہے۔ باب چہارم میں ہم امت مسلمہ کے حالیہ نقطہ نظر کے اخلاقی مضمرات کو واضح کرتے ہوئے یہ گذارش کر چکے ہیں کہ امت مسلمہ کے سیاسی اور معاشرتی وجود کی بامقصد بقا کے لیے سب سے پہلے اس کے اخلاقی وجود کا تحفظ ضروری ہے۔ اگر امت کسی معاملے میں اجتماعی طور پر ایک غیر اخلاقی رویہ اختیار کیے ہوئے ہے تو ظاہر ہے کہ یہ ایک نہایت سنگین صورت حال ہے جس کی اصلاح کی کوشش باقی تمام کوششوں سے بڑھ کر ہونی چاہیے۔ کسی قوم کو داخلی احتساب پر آمادہ کرنا ویسے بھی کوئی آسان کام نہیں لیکن اس کے ساتھ جب اجتماعی نفسیات میں یہ غرہ بھی ہو کہ ہم تو خدا کی آخری شریعت کے حامل اور افضل الرسل کی امت ہیں جبکہ ہمارا مخالف گروہ ایک مغضوب وملعون گروہ ہے تو عدل وانصاف اور غیر جانب داری کی دعوت فی الواقع کوئی آسانی سے ہضم ہونے والی چیز نہیں رہ جاتی۔''

(براہین: 379)

ہمارا جواب

ہم یہ پہلے واضح کر چکے ہیں کہ مسجد اقصیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنائی ہوئی عبادت گاہ تھی جو اس لیے تھی کہ ان پر سچے ایمان والے اور سچے تابعدار اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ قران پاک نے واضح کیا کہ بہت سی وجوہات سے مثلاً انبیاء علیہم السلام کو قتل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت اور حضرت محمد ﷺ کی عالمی رسالت کا انکار وغیرہ سے وہ ایمان والے نہ رہے کافر ہو گئے اور ان پر بحیثیت یہود اللہ تعالیٰ کا غصہ اور لعنت ہے اور ذلت و مسکنت مسلط ہے۔ اور ان کی یہ سزا دائمی ہے۔ اپنے کفر کی وجہ سے وہ اس کے قابل نہ رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک مخلص اور فرمانبردار نبی اور حاکم کے قائم کیے ہوئے وقف کے متولی بنیں۔

ان حالات میں دنیا بھر کی اخلاقیات بشرطیکہ وہ اخلاقیات ہوں کبھی یہ نہ کہیں گی کہ جو وقف اللہ تعالیٰ کے مخلص اور فرمانبردار نبی نے قائم کیا ہو وہ ایسے ملعون کافروں کی تولیت میں دے دیا جائے بلکہ یہ کہیں گی کہ اس کے اہل اب وہ لوگ ہیں جو ان نبی کی طرح اللہ تعالیٰ کو اور تمام رسولوں کو صحیح طور پر ماننے والے ہوں اور وقت کی شریعت کے معترف ہوں۔

تیسری دلیل: مذہبی جذبات کی رعایت کرنے کا حکم

عمار خان لکھتے ہیں:

”۔۔۔مسجد اقصیٰ کی حیثیت یہود کے نزدیک کسی عام عبادت گاہ کی نہیں بلکہ وہی ہے جو مسلمانوں کے نزدیک مسجد حرام اور مسجد نبوی کی ہے۔ مسلمان اپنی عام عبادت گاہوں کے برخلاف ان دونوں مساجد کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اگر خدانخواستہ کبھی وہ ان کے ہاتھ سے چھن جائیں اور کسی دوسرے مذہب کے پیروکار اسے اپنی مذہبی یا دنیاوی سرگرمی کا مرکز بنالیں تو ان پر سے مسلمانوں کا حق ختم ہو جائے گا۔ اپنے قبلے کے بارے میں یہ احساسات و جذبات دنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والوں میں پائے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کے حوالے سے مانا جانے والا یہ اصول عدل وانصاف کی رو سے دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کے لیے بھی تسلیم کیا جانا چاہیے۔۔۔۔“

اس عبادت گاہ کے ساتھ قوم یہود کی قلبی وابستگی اور اس کی بازیابی کے لیے ان کی تمناؤں اور امیدوں کی تصویر خود مولانا مودودی نے یوں پیش کی ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دو ہزار برس سے دنیا بھر کے یہودی ہفتے میں چار مرتبہ یہ دعائیں مانگتے رہے ہیں کہ بیت المقدس پھر ہمارے ہاتھ آئے اور ہم ہیکل سلیمانی کو پھر تعمیر کریں۔ ہر یہودی گھر میں مذہبی تقریبات کے موقع پر اس تاریخ کا پورا ڈراما کھیلا جاتا رہا ہے کہ ہم مصر سے کس طرح نکلے اور فلسطین میں کس طرح سے آباد ہوئے اور کیسے بابل والے ہم کو لے گئے اور ہم کس طرح سے فلسطین سے نکالے گئے اور تتر بتر ہوئے۔ اس طرح یہودیوں کے بچے بچے کے دماغ میں یہ بات ۲۰ صدیوں سے بٹھائی جارہی ہے کہ فلسطین تمہارا ہے اور تمہیں واپس ملنا ہے اور تمہارا مقصد زندگی یہ ہے کہ تم بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی کو پھر تعمیر کرو۔ بارہویں صدی کے مشہور یہودی فلسفی موسیٰ بن میمون (Maimonides) نے اپنی کتاب شریعت یہود (The Code of Jewish Law) میں صاف صاف لکھا ہے کہ ہر یہودی نسل کا یہ فرض ہے کہ وہ بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی کو از سر نو تعمیر کرے۔۔۔''

عمار خان کی یہودیوں کے لیے مزید دردمندی دیکھئے۔ لکھتے ہیں:

''مرکز عبادت اور قبلہ کی حیثیت رکھنے والے مقام کے احترام اور اس کے ساتھ وابستگی کی جو کیفیت مذاہب عالم کے ماننے والوں میں پائی جاتی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اسی طرح یہود کی شریعت میں ہیکل کے مقام وحیثیت، اس کی تباہی و بربادی پر ان کے دلوں میں ذلت و رسوائی کے احساسات اور اس کی بازیابی کے حوالے ان کے سینوں میں صدیوں سے تڑپنے والے مذہبی جذبات بھی ایک مسلمہ حقیقت ہیں۔ یہ ایک نہایت اعلیٰ، مبارک اور فطری جذبہ ہے اور خود قران مجید یہود سے ان کے اس مرکز عبادت چھن جانے کی وجہ ان کے اخلاقی جرائم کو قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس امکان کو بھی صراحتاً تسلیم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اور ان کی آزمائش کے لیے اس مرکز کو دوبارہ ان کے تصرف میں دے دے''۔ (براہین:400)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک مقام پر عمار خان مسجد اقصی کے ساتھ مسلمانوں کی مذہبی وابستگی کو بھی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کی وابستگی اور عقیدت بھی اس عبادت گاہ کے ساتھ معمولی نہیں ہے۔ یہ مقام انبیائے بنی اسرائیل کی ایک یادگار ہے جن پر ایمان اور جن کا احترام و تعظیم مسلمانوں کے اعتقاد کا جزو لاینفک ہے۔ انہوں نے اس وقت اس عبادت گاہ کو آباد کیا جب یہود و نصاری کی باہمی آویزشوں کے نتیجے میں یہ ویران پڑی تھی۔ ان کا یہ عمل، تمام مذہبی، عقلی اور اخلاقی معیارات کے مطابق ایک نہایت اعلی روحانی اور مبارک عمل ہے جس پر وہ جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔'' (براہین:245)

مسلمانوں اور یہودیوں کی مسجد اقصی کے ساتھ مذہبی وابستگی اور اس سے متعلق دونوں کے مذہبی جذبات ذکر کرنے کے بعد اب عمار خان یہ سوال اٹھاتے ہیں:

''فریقین کے تعلق و وابستگی کو درست مان لینے کے بعد اب سوال یہ ہے کہ اس پر تولیت کا حق کس فریق کو ملنا چاہیے اور فریقین میں سے کس کے حق کو ترجیح دی جائے؟''

آگے عمار خان یہ مانتے ہیں:

''مسلمانوں کو ایک عملی وجہ ترجیح حاصل ہے۔ انہوں نے یہ عبادت گاہ نہ یہودیوں سے چھینی تھی اور نہ ان کی پہلے سے موجود عبادت گاہ کو ڈھا کر اس پر اپنی عبادت گاہ تعمیر کی تھی۔ نیز وہ بحالت موجودہ اس کی تولیت کے ذمہ دار ہیں اور یہ ذمہ داری وہ گذشتہ تیرہ صدیوں سے، صلیبی دور کے استثناء کے ساتھ، تسلسل کے ساتھ انجام دیتے چلے آ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر بھی اس کی تولیت کا حقدار مسلمانوں ہی کو تسلیم کیا گیا ہے۔'' (براہین:245 , 246)

لیکن اس کے بعد وہ اخلاقیات وغیرہ کو بنیاد بنا کر یہودیوں کے حق اور ان کے مذہبی جذبات کو ترجیح دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم کہتے ہیں

عمار خان نے ترجیح کی بحث کو یہاں جس انداز سے اختیار کیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ انہوں نے مسلمانوں اور یہودیوں دونوں کے مذہبی جذبات اور مذہبی وابستگی کو درست قرار دیا ہے حالانکہ ہمیں اصول شریعت کی روشنی میں طے کرنا ہے کہ کس کے جذبات اور کس کی وابستگی درست ہے اور کس کی نادرست ہے کیونکہ یہ جذبات اور وابستگی مذہبی ہیں دنیوی نہیں۔

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ یہود پکے کافر ہیں اور اگرچہ وہ پہلے بھی کفریات کے مرتکب ہوتے رہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی عالمی رسالت کا انکار کر کے ان کے کفر میں کچھ شک نہیں رہا۔ مسجد اقصیٰ ان کے عام ہیکلوں کی طرح کا کوئی ہیکل نہیں تھا کہ جس میں وہ جو چاہیں کرتے رہیں اور ان کا حق تولیت قائم رہے بلکہ وہ ایک سچے نبی اور حاکم کا بنایا ہوا وقف تھا جس کی متولی کوئی مسلمان حکومت اور قوم ہی ہو سکتی ہے کافر نہیں۔ ہاں کافر اپنے زور سے غالب آ کر حکمران بن جائیں اور اپنے آپ کو مسجد اقصیٰ کا متولی بنا لیں تو اور بات ہے لیکن شرع کی رو سے وہ متولی نہیں بن سکتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے مذہبی جذبات لائق احترام نہیں ہوتے بلکہ صرف وہ جذبات لائق احترام ہوتے ہیں جو شریعت کی قائم کردہ حدود کے اندر ہوں۔ ذمیوں کو اپنے دین و مذہب پر قائم رہنے کی اجازت ہے لیکن مذہبی جذبات ہونے کے باوجود وہ بہت سی حد بندیوں کے پابند بھی ہوتے ہیں۔

اسی طرح یہود کے مسجد اقصیٰ (ہیکل سلیمانی) سے متعلق بہت سے جذبات ہوں گے لیکن کفر کے ہوتے ہوئے وہ اس کے متولی بننے کے لائق نہیں اس لیے تولیت سے متعلق ان کے جذبات قابل احترام نہیں۔ لیکن عمار خان نے مسئلے کی بنیاد ہی ٹیڑھی رکھی ہے تو ظاہر ہے کہ عمارت بھی ٹیڑھی ہی ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہی بات مسجد حرام اور مسجد نبوی کی تو ان میں بھی وہی ضابطہ چلے گا جو ہم نے مسجد اقصیٰ کے بارے میں بتایا کہ دنیا میں دو ہی باتیں ہیں اسلام یا کفر۔ یہ دونوں مسجدیں سچے رسولوں کی بنائی ہوئی ہیں اس لیے ان کے متولی بننے کا حق صرف ان لوگوں کو ہے جو ان کے لائے ہوئے سچے دین پر ہوں۔ جو کافر ہیں ان کا ماننا نہ ماننا یکساں ہے اور ان کے کفر کے ہوتے ہوئے ان میں اہلیت مفقود ہے۔ اگر کافر زبردستی غالب آ جائیں اور ان دو مسجدوں کا ظاہری انتظام سنبھال لیں تب بھی وہ شرعاً متولی نہ بن سکیں گے۔ متولی صرف مسلمان ہو سکتے ہیں۔

یہود کے غم میں عمار خان کی چند اور لڑھکنیاں

پہلی لڑھکنی

پہلے عمار خان کی یہ بات نقل ہو چکی ہے کہ احاطہء ہیکل پر قانون و شریعت کے اعتبار سے تولیت مسلمانوں کی ہے البتہ اخلاقیات کے اعتبار سے اس پر تولیت یہود کا حق ہے۔ اب وہ اس سے بھی پھر گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے احاطہء ہیکل پر جو قبضہ کیا اور اس میں مسجد کی تعمیر کی تو اپنا حق جان کر نہیں کی بلکہ یہودیوں کی امانت کے طور پر کی۔ عمار خان لکھتے ہیں:

> ''۶۳۸ء میں فتح بیت المقدس کے بعد مسلمانوں نے اس نہایت مقدس اور فضیلت والی عبادت گاہ کو جو صدیوں سے ویران پڑی ہوئی تھی آباد اور تعمیر کیا۔ قرآن وسنت کی اصولی تعلیمات (جو کہ عام طور سے غامدی و عمار خان کی اختراعی ہیں ان) کی روشنی میں مسلمانوں کے اس اقدام کی نوعیت خالصتاً احترام و تقدیس اور تکریم و تعظیم کی تھی نہ کہ استحقاق اور استیثار کی (یعنی نہ کہ اپنا حق جتانے کی اور اس کو ترجیح دینے کی)۔ اس کی تولیت کی ذمہ داری انہوں نے یہود کو اس سے بے دخل کر کے اس پر اپنا حق جتانے کے تصور کے تحت نہیں بلکہ ان کی غیر موجودگی میں محض امانتاً اٹھائی تھی'' (جو امریکہ اور برطانیہ وغیرہ کے کندھوں پر سوار ہو کر فلسطین میں آنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے یہودیوں کو 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ میں واپس کردی اور 13 صدیوں تک امانت کا بوجھ اٹھانے والے مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا کہ حق بحقدار رسید لیکن اسرائیلی وزیر دفاع موشے دایان نے خیر سگالی کے طور پر احاطے کی چابیاں اردن کے حکمرانوں کو دے دیں اور یروشلم کے مسلم وقف نے دوبارہ وہ امانت اپنے سر لے لی۔ اس میں عمار خان کے کہے کے مطابق اب مسلم وقف نے غیر اخلاقی رویہ اپنایا ہوا ہے کہ مسجد اقصیٰ اور اس کے احاطے پر اپنا حق جتلاتا ہے اور یہودیوں کے حق تولیت کا انکار کرتا ہے۔ عبدالواحد)۔ (براہین: 399, 400)

دوسری لڑھکنی

موجودہ مسجد اقصیٰ اور اس کے احاطے (جس کو عمار خان پورے تسلسل کے ساتھ احاطہ ہیکل کہتے ہیں) کے بارے میں عمار خان ایک موقف پر قائم نہیں رہے کبھی اِدھر لڑھکتے ہیں اور کبھی اُدھر۔ دیکھئے وہ لکھتے ہیں:

1۔ ''جہاں تک قانونی پہلو کا تعلق ہے اس میں شبہ نہیں کہ مسلمانوں کے اس دعوائے تولیت کو ایک عملی ترجیح حاصل ہے۔۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احاطہء ہیکل کے اندر جنوبی جانب میں نماز پڑھنے کے لیے ایک جگہ مخصوص کردی''۔ (براہین: 245)

2۔ ''لیکن (مسلمانوں کو) موجودہ مسجد اقصیٰ کے علاوہ پورے احاطہ ہیکل کی تولیت اور تصرف کا حق جتانے اور یہودیوں کے حق کی کلیتاً نفی کرنے کا دینی و تاریخی لحاظ سے نہ کوئی جواز ہے اور نہ ضرورت ہے''۔ (براہین: 396)

3۔ ''مسلمانوں نے یہود کی غیر موجودگی میں محض امانتاً اٹھائی تھی''۔ (براہین: 400)

دیکھئے پہلے عمار خان نے یہ دعوی کیا کہ قانونی پہلو سے مسلمانوں کو تولیت و تصرف کرنے کا حق تھا اور ظاہر یہی ہے کہ یہاں قانون سے مراد شریعت کا قانون ہے اور حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے اسی قانون کو دیکھتے ہوئے احاطے کے اندر مسجد مقرر کی۔لیکن پھر پینترا بدلتے ہوئے دعوی کرتے ہیں کہ احاطہء ہیکل کی تولیت وتصرف کا حق دینی لحاظ سے مسلمانوں کو نہیں ہے بلکہ مسلمانوں نے احاطے کی تولیت یہود کی امانت کے طور پر اٹھائی تھی۔عمار خان کے اس دعوے سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احاطے میں مسجد مقرر کر کے امانت میں خیانت کی۔

تیسری لڑھکنی

1۔عمار خان ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ ہیکل کی حدود بالکل متعین تھیں۔لکھتے ہیں:

''ہیکل کی اصل عمارت کی بنیادیں، اس کی تعمیر کا نقشہ اور حدود اسرائیل شریعت میں بالکل متعین تھیں اور ان میں کمی بیشی کا اختیار کسی کو حاصل نہ تھا۔۔۔''(براہین:394)

2۔دوسری طرف وہ ہیکل کی اصل عمارت کی بنیادوں کی تعیین کو نظر انداز کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہیکل کی تباہی کو صدیاں گذر جانے کے بعد اس کی چار دیواری میں توسیع اور متعدد بار تعمیرات کے نتیجے میں ہیکل کی اصل بنیادوں کی متعین طور پر نشان دہی تو زیر زمین کھدائی اور اثراتی تحقیق کے بغیر ممکن نہیں۔تاہم بائبل اور تالمود میں بیان کردہ تفصیلات کی روشنی میں یہودی علماء نے تخمینا اس کی تعیین کی کوشش کی ہے اور اس ضمن میں ان کے ہاں تین نقطہ ہائے نظر پاتے ہیں''۔(براہین:397)

عمار خان نے پہلے یہ لکھا کہ ہیکل کی حدود اسرائیلی شریعت میں بالکل متعین تھیں لیکن اب اس بات پر اتر آئے کہ اس کی حدود متعین نہیں بلکہ علمائے یہود کے تین قول ملتے ہیں جو تخمینی ہیں یقینی اور بالکل متعین نہیں ہیں۔

عمار خان کی مسلمانوں پر تنقید

پیچھے یہ بات گذر چکی ہے کہ عمار خان اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جہاں تک قانونی پہلو کا تعلق ہے اس میں شبہ نہیں کہ مسلمانوں کے دعوائے تولیت کو ایک عملی ترجیح حاصل ہے۔ انہوں نے یہ عبادت گاہ نہ یہودیوں سے چھینی تھی اور نہ ہی ان کی پہلے سے موجود کسی عبادت گاہ کو ڈھا کر اس پر اپنی عبادت گاہ بنائی تھی''۔ (براہین:245)

تنبیہ

قانون سے یہاں شریعت کا قانون مراد ہے غیر شرعی قانون نہیں کیونکہ یہود کے حق کو ثابت کرنے کے لیے عمار خان نے اخلاقی پہلو کو اختیار کیا۔ اگر قانون سے ان کی مراد غیر شرعی قانون ہوتا تو وہ اخلاقی پہلو کی طرف جانے سے پہلے شرعی پہلو کو بیان کرتے۔

جب شریعت کے قانون کی رو سے ایک حکم ثابت ہو گیا تو اس کی علت تلاش کرنے میں کوئی خطا کر بیٹھے تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں کیونکہ اصل چیز تو حکم پر عمل ہے۔ لیکن عمار خان کو حکم ہی پسند نہیں ہے تو وہ اس کی علت کو کیا پسند کریں گے؟ اس لیے وہ ہر ایک علت بتانے پر ناراض ہیں اور فرماتے ہیں:

(i) ''اگر عبد الملک بن مروان نے سیدنا عمر کے طے کردہ حدود سے تجاوز کرتے ہوئے قبۃ الصخرہ کو تعمیر کر کے عاقبت نا اندیشی کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا تو غالب امکان یہ تھا کہ یہ نزاع سرے سے پیدا ہی نہ ہوتا''۔ (براہین:342)

(ii) ''ہمارے نزدیک موجودہ نزاع کی اصل جڑ مسلم وقف کا یہی انتہا پسندانہ موقف ہے اور اس پر نظر ثانی نہ صرف قران وسنت کے نصوص، بلکہ امت مسلمہ کے اس رویے کی روشنی میں بھی ضروری ہے جو اس نے گذشتہ صدیوں میں احاطہء ہیکل پر عملا قابض ہونے کے باوجود ہیکل کی تعمیر کے امکان کے حوالے سے اختیار کیے رکھا۔۔۔۔ یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ قبۃ الصخرہ سمیت پورے احاطہء ہیکل کو سیدنا سلیمان علیہ السلام کی مسجد کا حصہ ہونے کے تعلق سے ایک عمومی تقدس اور احترام کا مرتبہ تو یقیناً حاصل ہے لیکن موجودہ مسجد اقصیٰ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ پورے احاطہء ہیکل پر تولیت وتصرف کا حق جتانے اور یہودیوں کے حق کی کلیتاً نفی کرنے کا دینی وتاریخی لحاظ سے نہ کوئی جواز ہے اور نہ ضرورت''۔(براہین:396)

(iii) ''امت مسلمہ کی اخلاقی ذمہ داری بلاشبہ یہ تھی کہ وہ سیاسی کشاکش سے بالاتر ہوکر اس مطالبے کو اس کے صحیح شرعی و مذہبی تناظر میں دیکھتی اور اسلام اور اسلام کی اصولی تعلیمات کی روشنی میں اس معاملے کا فیصلہ عدل وانصاف کے ساتھ بالکل بے لاگ طریقے سے کرتی۔اہل کتاب اوران کی عبادت گاہوں کے بارے میں اسلام کی اصل تعلیم رواداری اور مسامحت کی ہے لیکن مسجد اقصیٰ کے معاملے میں امت مسلمہ کے موقف اور رویے کا جس قدر بھی تجزیہ کیجئے یہی بات نکھرتی چلی جاتی ہے کہ وہ استحقاق کی نفسیات سے مغلوب ہوگئی جس کے نتیجے میں مسجد اقصیٰ کی تولیت کی امانت کو ایک مستقل مذہبی حق قرار دینے اور یہود کو اس سے قطعاً لاتعلق ثابت کرنے کے لیے علمی سطح پر انحرافات کا ایک سلسلہ وجود میں آچکا ہے۔ایک گروہ نے سرے سے مسجد اقصیٰ کی مسلم ومتواتر تاریخ کو ہی جھٹلا دیا۔دوسرے گروہ نے تکوینی اور واقعاتی طور پر امت مسلمہ کو ملنے والے حق تولیت کو ایک ابدی اور ناقابل تبدیل شرعی حق کا رنگ دینے کی کوشش کی۔جبکہ تیسرے گروہ نے تیرہ صدیوں کے واقعاتی تسلسل کو ہی حتمی اور فیصلہ کن قرار دیتے ہوئے اس سلسلے میں دیگر قابل لحاظ امور کے ساتھ ساتھ مذہبی اخلاقیات اور قران وسنت کی اصولی تعلیمات کو بھی کوئی وزن دینے سے انکار کردیا''۔(براہین:401, 400)

(iv) ''اس صورت حال سے واضح ہے کہ مسجد اقصیٰ کا معاملہ امت مسلمہ کے لیے بھی اسی طرح ایک اخلاقی آزمائش کی حیثیت رکھتا ہے جس طرح کہ وہ بنی اسرئیل کے لیے تھا،اورافسوس ہے کہ اس آزمائش میں ہمارا رویہ بھی **حذو النعل بالنعل** (Same to Same) اپنے پیش رووں کے طرز عمل ہی کے مماثل ہے۔۔۔لیکن ہیکل کی بازیابی اور تعمیر نو کے ایک مقدس جذبے کو''مسجد اقصیٰ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرمت کی پامالی'' کا عنوان دے کر ایک طعنہ اور الزام بنا دینا مسجد اقصیٰ پر یہود کے تاریخی و مذہبی حق کی مطلقاً نفی کر دینا اور اس سے بڑھ کر ان کو اس میں عبادت تک کی اجازت نہ دینا ہرگز کوئی ایسا طرز عمل نہیں ہے جو کسی طرح بھی قرین انصاف اور اس امت کے شایان نشان ہو جس کو'' **كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ** '' کے منصب پر فائز کیا گیا ہے۔(براہین:401)

بعض اہل علم کا یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد یہود کے حق میں اس وعدے کا پورا ہونا آپ پر ایمان لانے کے ساتھ مشروط ہو گیا تھا اور چونکہ آپ کی طرف سے اتمام حجت کے باوجود وہ ایمان نہیں لائے اس وعدے کے پورا ہونے کا امکان اب ان کے حق میں نہیں رہا، دو وجوہ سے بالکل بے معنی ہے:

ایک تو یہ کہ جب اسلامی شریعت میں یہود کو ایک مذہبی گروہ کے طور پر باقی رہنے اور اپنے مذہب کی پوری آزادی کے ساتھ عمل کرنے کا حق دیا گیا اور ان کے مذہبی مقامات و شعائر کے احترام کی تلقین کی گئی ہے تو ان کے اپنے قبلے سے محروم کرنے کی کیا تک ہے؟ کسی مذہبی گروہ سے یہ کہنا کہ تمہیں اپنے مذہب پر قائم رہنے کا تو پورا پورا حق ہے اور ہماری طرف سے تمہارے مذہبی شعائر و مقامات کو بھی پوری طرح تحفظ حاصل ہو گا لیکن اگر تم اپنے قبلے کے ساتھ کوئی تعلق باقی رکھنا اور اس میں عبادت کا حق حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے لیے تمہیں اپنے مذہب سے دستبرداری اختیار کر کے ہمارے مذہب میں آنا ہو گا، آخر ایک مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟۔(براہین:262)

عمار خان کے نزدیک مسجد حرام میں مشرکین مکہ کے حق تولیت کو قرآن نے منسوخ کیا

عمار خان نے مسجد اقصی پر یہود کے حق تولیت کو ثابت منوانے کے لیے مسجد حرام میں حق تولیت سے موازنہ کیا ہے۔اس موازنہ کا بیان یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جب بعثت ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو مسجد حرام کے متولی مشرکین مکہ تھے۔ قران پاک نے صاف طور سے مسجد حرام میں مشرکین مکہ کے حق تولیت کو منسوخ ٹھہرایا۔ مسجد اقصی میں یہود کے حق تولیت کی تنسیخ کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ اگر یہود کے حق تولیت کو منسوخ کرنا مقصود ہوتا تو اس کی بھی تصریح کر دی جاتی۔ چونکہ ایسی کوئی تصریح موجود نہیں اس لیے یہ نتیجہ نکلا کہ مسجد اقصی میں یہود کا حق تولیت برقرار ہے۔ عمار خان لکھتے ہیں:

1۔ ''اسلوب کی اس وضاحت کے بعد اب اس کی روشنی میں سورہ براءت کی زیر بحث آیات کا مطالعہ کیجئے تو صاف واضح ہوگا کہ مشرکین کے بارے میں تین نکاتی پالیسی (یعنی یا تو اسلام قبول کرو، یا جزیرہ سے نکل جاؤ یا لڑائی کر لو) بیان کرنے کے بعد اہل کتاب کے بارے میں صرف ایک حکم جزیہ کی ادائیگی تک قتال پر اکتفا کرنے کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا کہ معاہدات پر پابندی، قتل عام اور خانہ خدا کے حق تولیت کو تنسیخ کے جو احکام مشرکین کے لیے بیان کیے گئے ہیں ان میں اہل کتاب ان کے دائرہ اطلاق سے خارج ہیں۔'' (براہین:269)

2۔ ''کعبۃ اللہ کی تولیت اور اس میں عبادت کے حق کی حتمی اور فیصلہ کن تنسیخ اور اس بات کا اعلان کہ مشرکین کو مسجد حرام کی تولیت اور آبادکاری کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ حق اہل ایمان کو حاصل ہے۔'' (براہین:268)

3۔ ''علاوہ ازیں مسجد اقصیٰ کا ذکر کرتے ہوئے **قبلتھم** (ان کے قبلے) کے الفاظ سے جس طرح اس کے ساتھ یہود کے قلبی تعلق اور وابستگی کو ایک مثبت جذبے کے طور پر نمایاں کیا گیا ہے وہ بذات خود تنسیخ تولیت کے تصور کے خلاف لطیف اشارے کی حیثیت رکھتا ہے۔'' (براہین:264)

4۔ ''اب یہ دیکھئے کہ قران مجید نے مسجد حرام سے مشرکین کے حق تولیت کی تنسیخ کی بنیادی علت ان کے شرک کو بتایا ہے۔ قران مجید کے نصوص سے یہ علت اتنے غیر مبہم طریقے سے واضح ہے کہ حکم کے پس منظر پر روشنی ڈالنے والے کم وبیش تمام مفسرین نے اس کو نمایاں کیا ہے۔'' (براہین:281)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(i)" وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَا كَانُوْا اَوْلِيَاوَهٗ اِنْ اَوْلِيَاءُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ. (سورہ انفال:34)

ترجمہ: اوران میں کیا بات ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ سزا نہ دے حالانکہ یہ مسجد حرام سے روکتے ہیں جب کہ وہ اس کے متولی نہیں۔اس کی تولیت کے حقدار صرف اہل تقوی ہیں۔''(براہین:257)

(ii)''ابوبکر جصاص فرماتے ہیں:

اَلْمُؤْمِنُوْنَ ..... اَوْلٰى بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مِنَ الْكُفَّارِ لِقَوْلِهٖ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فاعلمهم الله ان الكفر بالله و بالمسجد الحرام و هو ان الله جعل المسجد للمومنين و لعبادتهم اياه فيه فجعلوه لاوثانهم و منعوا المسلمين منه فكان ذلک كفرا بالمسجد الحرام(احکام القرآن)۔''(براہین:282 , 281)

اہل ایمان مسجد حرام پر کفار سے زیادہ حق رکھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی مساجد کو آباد کرنے کا حق انہی لوگوں کو حاصل ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو بتایا ہے، وہ اللہ اور مسجد حرام دونوں کے ساتھ کفر کے مرتکب ہیں۔ کیونکہ اللہ نے تو مسجد اہل ایمان کے لیے بنائی تھی تا کہ وہ اس میں خالص اللہ کی عبادت کریں جبکہ ان مشرکین نے اس کو ایک بت کدہ بنا کر مسلمانوں کو اس میں عبادت کرنے سے روک دیا ہے اور اس طرح مسجد حرام کی حرمت کو بٹہ لگا دیا ہے۔

جو حوالے ذکر کیے گئے ہیں ان میں عمار خان کے مطابق مسجد اقصی کا مسجد حرام سے موازنہ کرتے ہوئے ایک تو بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ مسجد حرام میں اب مشرکین مکہ کے حق تولیت کی تنسیخ کی جاتی ہے اور دوسرے اس پر زور دیا ہے کہ مذکورہ تنسیخ کی بنیادی علت شرک و بت پرستی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم کہتے ہیں

1۔عمار خان کے کلام میں بہت ہی بنیادی تعارض موجود ہے جو یہ ہے کہ جب وہ مسجد حرام میں مشرکین کے حق تولیت کی تنسیخ کا کہتے ہیں تو اس کے لازمی نتائج یہ نکلیں گے:

(i) تنسیخ ایک شرعی حکم کو اس کی مدت پوری ہونے پر دوسری شرعی حکم سے بدلنے کو کہتے ہیں۔

تنسیخ کی یہ تعریف وتحقیق تقاضا کرتی ہے کہ فتح مکہ سے پہلے مسجد حرام پر مشرکین مکہ کی تولیت شرعاً درست ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

(ii) چونکہ مسجد حرام میں مشرکین مکہ کے حق تولیت کی تنسیخ کی بنیادی علت شرک ہے اور عربوں میں شرک وبت پرستی بعثت سے دو ڈھائی سو سال پہلے آئی تھی۔ بنیادی علت یعنی علت مؤثرہ موجود ہو اور حکم موجود نہ ہو یہ درست نہیں ہے۔

البتہ اگر ہم اس بات کو لیں کہ بت پرستی اختیار کرتے ہی وہ شرعاً حق تولیت کے لائق نہ رہے۔ البتہ اپنے زور اور قوت سے حق تولیت پر غاصبانہ قبضہ کیے رہے۔ پھر جب اسلام آیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو قوت میسر آئی تو نااہلوں سے تولیت اپنی طرف منتقل کر لی۔

ہمارے قول کے دلائل خود عمار خان کی ذکر کردہ آیتوں میں موجود ہیں:

(i)وَمَا كَانُوْا اَوْلِيَاۗءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَاۗؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ. (سورہ انفال:34)

اور وہ اس (مسجد حرام) کے متولی نہیں ہیں۔ اس کے متولی تو صرف اہل تقویٰ ہیں۔

اس کی تفسیر میں علامہ الوسی لکھتے ہیں:

ای و ما کانوا مستحقین ولایة المسجد الحرام مع شرکھم.

(ترجمہ: وہ اپنے شرک کے ہوتے ہوئے مسجد حرام کی ولایت کے حقدار واہل ہی نہ تھے)

(ii)اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اللہ کی مسجدوں کو حقیقت میں آباد کرنے والے صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ پر اور یوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

تنبیہ

ان دو آیتوں سے ایک اور اہم حکم حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی مساجد ہیں یعنی جن کی بنیاد ایمان، توحید اور تقوی ہیں ان کے حق تولیت کے لائق صرف وہ لوگ ہیں جو خود ایمان، توحید اور تقوے سے متصف ہوں۔ جو ان صفات سے عاری ہوں وہ اس حق کے لائق نہیں۔ اب یہودیوں کو دیکھیں تو اگرچہ ان میں عام طور سے توحید پائی جاتی ہے لیکن ان میں جو ایمان معتبر اور ضروری ہے وہ نہیں ہے اور اسی طرح تقوی بھی نہیں ہے کہ شریعت اسلامیہ کو نہ صحیح مانتے ہیں اور نہ ہی اس کی مخالفت سے اجتناب کرتے ہیں۔ جب یہود کی ایسی حالت ہے تو ان میں بھی مسجد اقصی کی تولیت کی اہلیت نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "